ذائقہ

شاہدہ بی سکھے

لسوڑوں کا اچار :۔

اشیاء، رائی، ہلدی ایک چھٹانک، سونٹھ، سفید زیرہ، کلونجی آدھی آدھی چھٹانک گرم مصالحہ، سُرخ مرچ، نمک اور لہسن حسب ضرورت۔ لسوڑے ڈھائی سیر سرسوں کا تیل۔

ترکیب :۔ لسوڑوں کو اُبال لیں، اتنا نہ اُبالیں کہ وہ پھٹ جائیں۔ پھر رائی ہلدی، سرخ مرچ کو سل پر باریک پانی کے ساتھ پیس لیں۔ سونٹھ، گرم مصالحہ سوکھا ہاون دستہ میں کوٹ لیں، کلونجی اور لہسن کو ثابت رہنے دیں۔ یہ تمام مصالحہ لسوڑوں میں ملالیں، کسی مرتبان میں رکھ دیں اور سرسوں کا تیل اتنا ڈالیں کہ لسوڑے نظر نہ آئیں۔ یہ اچار دھوپ میں نہیں رکھا جائیگا بلکہ کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔ ایک سال یہ اچار خراب نہیں ہوسکتا۔ ہم اسی ترکیب سے اچار ڈالتے ہیں اسکا ذائقہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے

مچھلی کے کباب :۔

مچھلی ایک سیر۔ نمک، مرچ، گرم مصالحہ، تھوڑی چنے کی دال اور تھوڑی کھٹائی اور پیاز۔ مچھلی کو چنے کی دال میں ڈال کر اُبال لیں۔ گرم مصالحہ، کھٹائی اس میں پیس کر ملالیں۔ پھر پیاز کو باریک باریک کاٹ کر سب چیزوں کو یکجا کرلیں۔ اس کے بعد کباب بنا کر گھی میں تلیں اور کسی چٹنی کے ساتھ کھائیں۔ بہت لذیذ ہوں گے۔

(ماخوذ از "عفت" لاہور

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

اگست

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

RIZWAN Lucknow. Regd. No. A - 197

ہماری مطبوعات

انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
قیمت

فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

جلد ۵ — شمارہ ۸

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان
لکھنؤ

اگست ۱۹۶۱ء — صفر ۱۳۸۱ھ

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

ترتیب مضامین

(۱)	اپنی بہنوں سے	مدیر	۲
(۲)	قرآن کا پیام	مولانا محمد منظور نعمانی	۷
(۳)	ارشادات رسول	محمد ثانی حسنی	۹
(۴)	دعا (نظم)	فخر النساء راز جلیپوری	۱۱
(۵)	اسلام کی بہادر خواتین	سیدہ امامہ	۱۳
(۶)	خدمت خلق	عائشہ خاتون	۱۶
(۷)	حق گوئی (نظم)	حضور سہسوانی	۲۰
(۸)	شادی یا خانہ بربادی	امۃ اللہ تسنیم	۲۱
(۹)	مومن کی شان (نظم)	حاجی مستقیم شاہ	۲۸
(۱۰)	محبت الٰہی	سیدہ حمیرا خاتون	۲۹
(۱۱)	مریم اشبیلی	نثار فاطمہ	۳۳
(۱۲)	صنف نازک اور عرب جمہوریہ	سید محمود الحسن ندوی	۳۵
(۱۳)	ایمان کی دولت (نظم)	ریحان ساز نگیوری	۳۹
(۱۴)	ذائقہ	شاہد حاجی	۴۰

سالانہ چندہ

ہندستان کیلئے تین ۳ روپے — پاکستان کے لئے ۳ — قیمت فی پرچہ تیس نئے پیسے یا ۵

پاکستان میں ارسال زر کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

مقام اشاعت

دفتر ماہنامہ "رضوان" ۳۷ - گوئن روڈ - لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بہنوں سے!

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ جامعہ ازہر جو مصر میں عالمِ عربی کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ ہے لڑکیوں اور لڑکوں کی مخلوط تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس خبر نے تمام اسلامی حلقوں میں رنج و افسوس کی لہر دوڑا دی تھی اور یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ آزادی اور بے باکی کا طوفان اب اس سب سے عظیم الشان درسگاہ کو بھی اپنے پیٹ میں لے لے گا، اور دینی حمیت و غیرت اور اخلاق کا جو کچھ سرمایہ اس درسگاہ میں باقی ہے وہ بھی اس مخلوط تعلیم کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ اس لئے کہ مخلوط تعلیم آزادی و بیباکی کے ساتھ بے حمیتی و بے غیرتی کے بدترین نتائج پیدا کرتی ہے لیکن جامعہ ازہر کے شیخ نے اس خبر کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ مخلوط تعلیم کا انتظام نہیں کیا گیا بلکہ لڑکیوں کی دینی تعلیم کا ایک الگ شعبہ قائم کیا گیا ہے اور پورے اسلامی حدود و پابندیوں کے ساتھ یہ شعبہ چلایا جائے گا۔ اس خوش کن خبر نے افسوس و تکلیف کو ختم کر دیا اور اطمینان کی فضا پیدا کر دی۔

اس خبر سے آزادی کے علمبرداروں اور عورتوں میں بداخلاقی پھیلانے

والوں کے دلوں پر رنج و غم کے بادل چھا گئے اور ان کی آرزوؤں پر خاک پڑ گئی۔

آج جن جن ملکوں میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے ذرا ان ملکوں کا جائزہ لیجیے، ان مدرسوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کے اخلاق دیکھئے جہاں لڑکیاں لڑکوں سے کاندھا ملائے پڑھتی ہیں۔ ان کے ملنے اور ہر طرح کی بات کرنے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ مخلوط تعلیم ہی وہ طریقہ ہے جس سے اخلاق و حیا کا دیوالہ ہونے لگتا ہے اور شرم و حیا رخصت ہو جاتی ہے، اس طرح کے لڑکے لڑکیاں آزادی اور بے باکی میں اتنی پختہ ہو جاتی ہیں کہ اگر ان کے خاندانی رسوم بار واج کی تھوڑی بہت پابندی ہوتی ہے تو وہ مکڑی کے جال کی طرح ہوتی جاتی ہے کہ ذرا سی پھونک یا اشارہ سے وہ جال بکھر جاتا ہے، یا پھر خاندانی رسم و رواج سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور اس ٹکراؤ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی، یا لڑکا خاندان سے بغاوت کرتا ہے، والدین کی نافرمانی کرتا ہے اور آزاد زندگی گزارنے لگتا ہے، یا پھر وہ اپنی جان سے عاجز آکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

مخلوط تعلیم مغربی تہذیب کی پیداوار ہے۔ مغربی تہذیب کا اصل مقصد بے راہ روی اور آزادی و بیباکی ہے، وہ دلوں میں ہوا و ہوس اور نفسانیت کی آگ روشن کرتی ہے اور وہ آگ دلوں کی سلامت روی، پاک نگاہی، خیالات کی صفائی کو جلا کر خاک کا ڈھیر بناتی ہے۔ اس

مقصد کو پورا کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز ذریعہ مخلوط تعلیم ہے بہت کم وہ سلیم الطبع لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں جو آگ میں پڑ کر اپنے دامن کو جلنے سے بچا سکتی ہیں۔ مخلوط تعلیم کی آگ ... نگاہ و دل کو بے باک اور آوارہ بناتی ہے، وہ آگ جس خاندان میں پھیلے گی، اُس خاندان کے اخلاق و کردار اور انسانی شرافت کو جھلسا دے گی، اگر اس کا رُخ کسی مدرسے یا تعلیمی ادارے میں ہوگا تو مدرسہ اور کالج کی فضا مسموم ہوگی اور اگر کسی ملک میں اس کا رواج ہوگا تو ملک اخلاقی اعتبار سے دیوالیہ ہوگا، یہ کوئی دماغی اُپج نہیں ہے بلکہ برسوں سے اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ناسور کی طرح ملک و قوم کو گھلا رہی ہے۔

آپ اس خاندان کا جس میں مغربی تہذیب اور مخلوط تعلیم کا رواج نہ ہو، اس خاندان سے مقابلہ کیجئے جس کا ہر گھرانہ مخلوط تعلیم سے الجھیں اور مغربی تہذیب میں ڈوبا ہو، یا ان طریقوں کے اپنانے والے دو مختلف ملکوں اور قوموں کا مقابلہ کیجئے تو زمین و آسمان کا فرق پائیے گا۔

مغربی تہذیب اور مخلوط تعلیم کے علمبردار ملکوں اور قوموں یا خاندانوں اور گھرانوں کی ظاہری ٹیم ٹام، رہن سہن، شکل و صورت کو دیکھ کر آپ مرعوب ہوں گے، ان کی ظاہری کشش آپ کو اپنی طرف کھینچے گی۔ لیکن ان کے اندر کی دنیا کو جھانک کر دیکھئے تو آپ ان سے نفریں کریں گے ان کے دل اُداس ہوں گے۔ ان کے پاس ایسی زندگی ہوگی جو بیقرار دبے تاب ہوگی جو حقیقی سکون کی متلاشی ہوگی، وہ اپنی پابند زندگی سے

بیزار ہوں گے، مگر ان کی زندگی ان کو دبوچے ہوگی، ان کی زبانیں میٹھی ہوں گی مگر ان کے دلوں میں بغض و عناد بھرا ہوگا، ان کا شیرازہ بکھرا ہوگا، ان کے پاس حقیقی اخلاق و کریکٹر، محبت و الفت، حقوق کی نگہداشت، پاس ادب، دلجوئی و غمخواری، خوف خدا کا سرمایہ نہ ہوگا، وہ زندگی اس لئے گزار رہے ہیں کہ ان کو جینا ہے۔

لیکن وہ قومیں یا ملک جن پر مغربی تہذیب یا مخلوط تعلیم کا سایہ نہیں پڑا ہے، وہ اگرچہ ظاہری ٹیم ٹام، دولت کی جھنکار سے محروم ہیں مگر اُن میں ابھی تک بلند صفات کی دولت پائی جاتی ہے اور ان میں وہ عیوب اور امراض نہیں پیدا ہو سکے جو قوموں اور ملکوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ ان کی زندگی میں چین و قرار ہے اور ایسا سکون ان کو حاصل ہے جس کا تصور بھی ان کو نہیں ہو سکتا جو مغربی طرز زندگی کے حامل ہیں، آپ جماعتوں اور قوموں کو چھوڑیئے اور خود اپنی زندگی اور اس پاس والوں کی زندگی کو دیکھئے اور خود تجربہ کیجئے۔

اپنے ہی خاندان کے ایک ہی گھرانے کے دو لڑکے یا لڑکیاں سامنے رکھئے۔ اگر ایک لڑکی ایسے اسکول میں پڑھتی ہے جو سرتاپا مغربی تہذیب کا علمبردار ہے، جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے، اس کی زندگی کو دیکھئے، اس کے اخلاق و کردار، رہن سہن، بات چیت، وضع قطع۔ لباس، گفتگو، غرضکہ اسکی ہر حرکت آزاد و بے قید پائیے گا، وہ اسلامی حدود سے آزاد، والدین کی نافرمان، خاندانی رسم و رواج سے باغی ہوگی، وہ ایک ایسی

شعلۂ جوّالہ ہوگی جو اوروں ...... کو جلانے والا ہو۔

اس کے برخلاف اسی گھر کی دوسری لڑکی پردہ اور حدودِ اسلامی کے اندر رہ کر تعلیم حاصل کرتی ہے نہ وہ لڑکوں سے آزاد ملتی ہے نہ اسکے نگاہ و دل بیباک ہیں نہ وہ سرِراہ پرکشش انداز سے چلتی ہے، اس کے اخلاق و کردار، اس کا رہن سہن، اس کی وضع قطع نہ بے قید ہوگی۔ آزاد و بے راہ رَو، وہ اپنے گھر میں ایسا چراغ ہوگی جس سے گھر روشن اور والدین و خاندان کی آنکھیں ٹھنڈی غرض کہ اس تجربہ کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ مغربی تہذیب اور مخلوط تعلیم ہزاروں تباہ کن نتائج پیدا کرتی ہے اور جو بھی اسکی آگ میں گرا وہ تباہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چاہے وہ ملک ہو یا قوم، کوئی خاندان ہو یا گھرانا، یا کوئی ایک فرد ہو۔ یہ مشاہدہ ہے جو پڑھ کر نہیں بلکہ لوگوں سے مل کر ان کے حالات دیکھ کر حاصل ہوتا ہے۔

نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

ہمارے مضمون نگار بھائی اور بہنیں مضامین لکھتے وقت سطورِ ذیل کا خاص طور سے خیال رکھیں کہ ان کے مضامین صاف اور خوشخط ہوں جو کاپی سائز کے ہوں۔ ۵ صفحات سے زیادہ نہ ہوں، بین السطور اور حاشیہ ضرور چھوڑیں۔ باتیں سچی ہوں، اگر آیات و احادیث ہوں تو حوالہ ضرور لکھئے، زبان صاف اور سلیس ہو۔ اپنا غیر مطبوعہ کلام نظم ہو یا نثر رضوان کیلئے بھیجا کیجئے۔ امید ہے کہ بھائی اور بہنیں ہماری معروضات پر توجہ دیں گی اور اس رسالے سے زیادہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گی۔

قرآن کا پیام

☆: ـــــــــــ مولانا محمد منظور نعمانی

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم و اللہ غفور رحیم (نور ع)

اور ایمان والوں کو چاہئے کہ (جس سے ان کے حق میں کوئی زیادتی اور قصور ہو جائے اسکو) وہ معاف اور نظر انداز کر دیا کریں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جو بندہ یہ چاہے اور اسکی تمنا اور آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی اور بخشش کا معاملہ کریں، اسے چاہیئے کہ اپنے قصورواروں کے ساتھ مہربانی کا معاملہ کرے اور ان کو معاف کر دیا کرے، اگر وہ ایسا کریگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اسکی عالیشان کے مطابق ہوگی۔۔۔ پھر ترغیب کا ایک دوسرا پہلو اس آیت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرزِ عمل کا ہم کو حکم دے رہا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ خود میرا بھی وہی طرزِ عمل ہے، میں اپنے گنہگار بندوں کو بخشنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہوں، تم بھی اپنے قصوروار بھائیوں کے قصور معاف کر دیا کرو اور اس طرح میری صفاتی قرب حاصل کر کے میرے رنگ میں رنگ جاؤ قرآن پر اور قرآن کے نازل فرمانے والے ربِ رحیم پر ایمان رکھنے والا کون بندہ ہوگا جو اس پیامِ رحمت سے متاثر نہ ہو قریب قریب یہی مضمون سورۂ تغابن میں ان الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا ہے وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم (تغابن ع)

اور اگر تم درگزر کیا کرو اور نظر انداز کر دیا کرو اور معافی دیدیا کرو تو اللہ بھی بہت بخشنے والا اور بڑا

مہربان ہے۔ یہاں تک جو آیتیں درج ہوئیں وہ خطاب عام کے قبیل سے تھیں اب ایک آیت سورہ اعراف کے آخری رکوع کی پڑھیے، جس میں خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاھلین (اعراف ع ۲۴) لوگوں کی بیہودہ باتوں اور جاہلانہ حرکتوں سے آپ درگزر کرنے اور معاف کردینے کا شیوہ اختیار کیجیے اور نیک کاموں کے لئے کہتے رہیے اور ان جاہلوں ناسمجھوں کی جاہلانہ باتوں کا کچھ خیال نہ کیجیے اور کوئی اثر نہ لیجیے۔ اور سورۂ قصص میں اللہ کے خاص فضل و انعام کے مستحق اہل ایمان کے اوصاف و اخلاق کا بیان کرتے ہوئے انکی ایک خاص صفت یہ بیان فرمائی گئی ہے واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لانبتغی الجاھلین (قصص ع ۶) اور جب وہ سنتے ہیں جاہلوں اور اوباشوں سے کوئی بیہودہ بات تو اسکو نظر انداز کردیتے ہیں کہ بھائی ہمیں اپنے کئے کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے کئے کا۔ بس ہمارا سلام لو ہم جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے۔ اسی طرح سورۂ فرقان میں بھی اللہ کے خاص مقبول بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً، (فرقان ع ۶) اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو وہ ان سے اُلجھتے نہیں بلکہ کہتے ہیں بس بھائی ہمارا سلام۔ اگر قرآن مجید کی اس تعلیم و تلقین پر عمل کیا جائے تو دنیا کے کتنے جھگڑے فساد ختم ہوجائیں اور باغ عالم میں امن و سکون اور اُلفت و محبت کی کیسی بہار آجائے۔

ارشاداتِ رسول ؐ

محمد ثانی حسنی

عن عبادة بن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنة اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم (رواہ احمد)

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم چھ باتوں کی ذمہ داری لے لو تو میں تمہارے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ کہو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب کوئی امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اس کو پوری کی پوری ادا کرو (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکو (یعنی ناحق کسی کو مت ستاؤ)

جب کوئی مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان صفات کو اپنا لیتا ہے اور دنیا میں امن و سکون، صلح و آشتی، عفو و درگزر، محبت و شفقت، نگاہ و دل کی پاکی اور حرام باتوں سے حفاظت کے ساتھ رہتا ہے تو اس جہان میں جہاں اجر و ثواب اور بدلہ رکھا گیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پاک صفات کے حامل کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتا ہے اور اس کو اطمینان و سکون کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے۔ گزرے ہوئے صفات و کمالات کو

اپنانا ایک کامل اور سچے مسلمان کے لئے لازمی ہے۔ سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، حرام کاری سے بچنا، نگاہوں کو ادھر سے ادھر آوارہ پھرنے سے بچانا۔ ہر ایک کو پریشان کرنے سے بچنا، انسانی بلندی کا اعلیٰ معیار ہے۔ اگر کوئی بھی ان کو اپنانے تو اس دنیا میں کوئی کسی سے جھگڑ نہیں سکتا، نہ کسی کو کسی سے تکلیف پہونچ سکتی ہے نہ کسی کی عزت لوٹی جاسکتی ہو نہ کسی کی عزت سے کھیلا جاسکتا ہو نہ کسی کی دولت چرائی جاسکتی ہے غرضکہ یہ دنیا امن کی گھوارہ بن سکتی ہے۔ یہ تعلیم وہ اعلیٰ تعلیم ہے جسکی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ مردوں کو جتنی ضرورت ہے اتنی ہی عورتوں کو ضرورت ہے۔ بڑوں کیلئے جتنی اہم ہے چھوٹوں کیلئے بھی اتنی ہی قابل توجہ ہے ــ کون ایسا مسلمان ہے۔ جس کو جنت میں جانے اور اس میں ٹھکانا بنانے کی خواہش اور تمنا نہ ہوگی۔ ہر مومن و مسلم کی آرزو رہتی ہے اور وہ دعا کرتا رہتا ہے کہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ پھر جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ذمہ داری لے لی ہو تو معاملہ کتنا یقینی اور آسان ہو جاتا ہے۔ اب ہمارا آپ کا کام ہے کہ ان نعمتوں کی قدر کریں، ان صفات کو زندگی کا شعار بنائیں ان خصلتوں کو اپنائیں اور کامل اور سچے مسلمان بن کر زندگی گزاریں تو انشاءاللہ جنت ہمارا ہمیشگی کا گھر بنے گا، جسکی ضمانت سب سے بڑے ضامن ہمارے آپکے سرکار محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، آپ کی ضمانت ہی اصل ضمانت ہے آپ کی ذمہ داری ہی حقیقت میں ذمہ داری ہے جس میں کوئی سرمو فرق نہیں آسکتا۔ ہم اپنا فرض ادا کریں اس کا صلہ ہم کو یقیناً ملے گا۔

دُعا

فخر النساء راز جبلپوری

ہم ہیں ترے پجاری در کے ترے بھکاری
سن التجا ہماری مشکل بڑی ہے بھاری

غم سے ہمیں بچا دے دکھ درد سب مٹا دے
معبود کل جہاں کے قدرت کو تو دکھا دے

ہم علم سے ہیں عاری رکھ شرم تو ہماری
ان پر جہل ہے طاری دنیا کہے نہ ساری

علم و ہنر عطا ہو صدق و صفا عطا ہو
ہر کام میں فتح ہو دین و عمل عطا ہو

ہم کو لگا ٹھکانے دولت کے دے خزانے
ایسا بنا تو ہم کو مشہور ہوں فسانے

تو غفلتیں مٹا دے رحمت کو تو جگا دے
بھولے ہوئے ہیں راہیں رستے ہمیں دکھا دے

سن لے تو یہ صدائیں ناچیز التجائیں
انساں سبھی ہیں ہم تو انسان کے کام آئیں

قسمت پہ جو لگے ہیں دھو داغ تو یہ سارے
یہ راز کی دعا ہے کشتی لگے کنارے

سیدہ آمنہ

اسلام کی بہادر خواتین

اسلام کی بہادر خواتین چلی گئیں مگر ان کے نام اور کارنامے باقی ہیں، آیئے آج ہم چند خواتین اسلام کا تذکرہ کریں جنھوں نے اسلام کی خاطر میدان جنگ میں بہادری کے کارنامے انجام دیے اپنی پاک تربیت سے ایسی اولاد تیار کی جس نے اسلام کے باغ کو اپنے خون پسینہ سے سیراب کیا۔

حضرت خولہؓ، حضرت ضرار کی بہن تھیں۔ جب حضرت ضرار عیسائیوں کے قبضہ میں تھے تو حضرت خالد فوج لے کر چلے تو ان کے آگے آگے ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لئے بہت تیزی کے ساتھ جا رہا تھا اور اس کا پورا جسم چھپا ہوا تھا۔ چہرہ پر نقاب تھا، یہاں تک کہ صرف آنکھ نظر آ رہی تھی اور سیاہ لباس پہنے تھا، گھوڑا بہت تیزی سے چل رہا تھا۔

حضرت خالد نے بہت دریافت کیا مگر وہ سوار نہ بولا تو حضرت خالدؓ نے کہا کہ میں جاتا ہوں دیکھوں کہ یہ کون سوار ہے۔ حضرت خالد جب اس سوار کے قریب گئے تو وہ رومیوں پر جھپٹ کر بڑے جوش سے لڑ رہا تھا اور کئی آدمیوں کو مار گرایا تھا۔ اس کی تلوار خون سے

رنگی ہوئی تھی اور وہ خود بڑے جوش و خروش سے برسرپیکار تھا۔ حضرت خالدؓ، حضرت رافع کے پاس پہنچے تو حضرت رافع نے کہا کہ اے سردار ہم اس سوار کو دیکھ رہے ہیں، کس جرأت سے لڑ رہا ہے۔ حضرت خالدؓ نے کہا کہ میں بھی حیران ہوں کہ یہ کون ہے جو اتنی شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑ رہا ہے، اتنے میں وہ قریب آگیا تو حضرت خالد نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے، ہم لوگ تمہارا نام سننے کے لئے بے قرار ہیں، اس نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ شرم و حیا سے نہیں بولی۔ میرا نام خولہ ہے میں گھر میں بیٹھی تھی کہ کسی نے خبر دی، تمہارے بھائی ضرار رومیوں کے قبضہ میں ہیں، بس میں بے قرار ہو گئی اور بے اختیارانہ گھر سے نکل پڑی اور گھوڑے پر سوار ہو کر آگئی کہ رومیوں کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کر دوں حضرت خالدؓ کو بڑی حیرت ہوئی اور خوشی بھی۔ کہ اسلام میں ایسی بہادر خواتین ہیں حضرت خالد نے کہا کہ اب تم بیٹھو اور ہم لوگ ان کو چھڑا کر لائیں گے مگر حضرت خولہ نہ مانیں اور حضرت خالدؓ سے اجازت لے کر پھر لڑنے لگیں حضرت ضرار کو چھڑا کر دم لیا۔ یہ تھیں اسلام کی بہادر خاتون حضرت خولہ

۲

ایسی ہی حضرت اسماءؓ بنت حضرت ابوبکرؓ تھیں، آپ بہت نیک تھیں، اسلام پر فدا ہوتی تھیں، اپنے بیٹے عبداللہ ابن زبیرؓ کو بھی یہی سکھایا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر اور حجاج سے لڑائی ہوئی آپ پہلے اپنی ماں سے اجازت لینے آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ اجازت

دیں تو میں لڑنے جاؤں۔ صلح بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت اسماء نے کہا کہ نہیں صلح نہ کرو اور اللہ کی راہ میں جان دیدو، میں ایسی ماں نہیں ہوں کہ تم کو روک لوں اور اللہ کی راہ میں نہ لڑنے دوں۔ آپ نابینا تھیں، اس لئے اپنے ہاتھ سے ان کا سینہ ٹٹولا اور کہا کہ یہ موٹا موٹا کیا ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ یہ زرہ ہے، اس سے نقصان نہیں ہوتا، آپنے فرمایا اس کو نکال کر پھینک دو۔ ایسی ماں کے بیٹے ہو کر ڈرتے ہو۔ حضرت عبداللہ نے زرہ نکال دیا اور فرمایا اب ٹٹولئے۔ آپ نے ٹٹولا اور کہا جاؤ اللہ کی راہ میں شہید ہو اور دیکھو پیٹھ نہ دکھانا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر چلے گئے اور آپ شہید ہو گئے۔ حجاج نے آپ کی نعش لٹکادی اور حضرت اسماءؓ کو بلا کر دکھایا۔ حضرت اسماء نے کہا کہ ابھی اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا۔

﴿ ۳ ﴾

نسیبہ بنت کعب بنی نجار کی ایک عظیم المرتبت خاتون تھیں، جب اسلام کی دعوت پہنچی تو یہ بھی مسلمان ہو گئیں، آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک عبداللہ، دوسرے حبیب۔ حضرت نسیبہؓ نے صاحبزادوں کی بہت اچھی تربیت کی تھی اور ان کو اسلام کی راہ میں لڑنے مرنے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو انصار کو اسلام پر مر مٹنے کی دعوت دی تو دونوں صاحبزادے جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ جنگ اُحد میں مشرکین مکہ نے حضورؐ کو

گھیر لیا۔ ہر طرف سے حضورؐ پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی، اسی جنگ اُحد میں حضورؐ کے دو دانت شہید ہو گئے۔ ایسے وقت میں حضرت نسیبہؓ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں اور مرہم پٹی کا کام انجام دے رہی تھیں۔ اس طرف جو حضورؐ کو دشمنوں میں گھرا پایا تو مشک پھینک کر اور تلوار لیکر حضورؐ کی حفاظت کو بڑھیں، ہر آنیوالے تیر کو روکتی تھیں، دشمنوں میں سے ایک آدمی بڑھا اور نسیبہؓ کے اوپر وار کیا۔ حضرت نسیبہؓ نے اسکے وار کو روکا اور ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ تاب نہ لاسکا اور گر گیا، ان کے بیٹے عبداللہ نے اس کو قتل کر دیا۔

﴿ ۴ ﴾

ایک صحابیہ تھیں حضرت خنسہؓ آپ ایک مشہور شاعرہ تھیں، دور جاہلیت میں اپنے بھائی پر ایسا پُراثر مرثیہ لکھا تھا کہ آج تک مشہور ہے۔ اسلام لانے کے بعد آپکی شاعری اسلام کی مدح سرائی میں تبدیل ہو گئی، آپ نے حضور کی شان مبارک میں مدحیہ قصیدے کہے۔ حضرت خنسہؓ کے چار بیٹے تھے چاروں صاحبزادے شہید ہوئے ان کی شہادت انھیں کی تعلیم اور تربیت کا باعث تھی، میدان کارزار میں انھیں نے اپنے چاروں بیٹوں کو یکے بعد دیگرے بھیجا، جب وہ چاروں اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تو انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور خدا سے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ان کی یہ قربانی قبول فرمائے۔

یہ تھیں اسلام کی بہادر خواتین جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال کو قربان کر دیا۔ اللہ ہم سب کو دینی کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عائشہ خاتون

خدمت خلق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے، اس لئے کہ اس کے اندر اطاعت و فرمانبرداری اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ کسی شاعر کا شعر ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

فرشتے تو ہر وقت خدا کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، ان کی غذا ہی عبادت اور اللہ کا ذکر ہے۔ رات دن اس کی فرمانبرداری اور اس کے ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں اور ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے۔ مگر اللہ نے انسان کو دو طرح کی طاقت عطا فرمائی ہے

۱۔ عبادت کرنے کی۔

۲۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی۔

اصل انسانیت اور شرافت مخلوق کی خدمت کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ فارسی کے ایک شعر میں کہا گیا ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

یعنی جو لوگوں کی خدمت کرتا ہے وہ ایک دن خود آقا بن جاتا ہے۔ جو غرور و تکبر کرتا ہے اور اپنے اوپر گھمنڈ کرتا ہے وہ اس دولت اور خدا کی رحمت و نعمت سے محروم رہتا ہے۔ انسان محنت و کوشش سے ہر طرح کے کمال حاصل کر سکتا ہے، پانچوں وقت کی نماز اس بات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ انسان مستعدی کے ساتھ اپنے کاموں کو پورا کرتا ہے اگر کام کرنے کے لئے کوئی وقت اور ٹائم ٹیبل نہ ہو تو دنیا اور دین کے تمام کام بے کار اور رائگاں ہو جاتے اور منشاء الٰہی انسان کے پیدا کرنے کی مفقود ہو جاتی۔ دیکھئے چاند۔ سورج اور ستارے اور دنیا کی تمام چیزیں صبح سے شام تک اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک ہمہ در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

صبح صادق نمودار ہوتی ہے کیسا سہانا نور ظہور کا وقت ہوتا ہے تڑکے تڑکے سورج اپنی ضیا سے سارے عالم کو روشن کر کے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ جس طرح میں خدا کی خلقت کو فائدہ پہنچا رہا ہوں اسی طرح اے غافل انسان تو بھی ضرورت مند اور محتاج لوگوں کی مدد اور خدمت کر۔ اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا کر۔

علم انسان کے لئے ایک بہت بڑی دولت ہے، علم سے انسان میں ہر طرح کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں عالم میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن خود بینی اپنی امیری اور دوسروں کی غریبی کا احساس نہ کرنا چاہیئے۔

ہر انسان کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ سب کو ایک طرح کا سمجھنا چاہیئے یہ خیال کرنا غلط ہے کہ ہم بہت پڑھے لکھے ہیں۔ علم سے اخلاق آتا ہے یہی انسانی خوبی اور شرافت ہے۔

ماں باپ اور اُستاد کی عزت کرنا ایک خوبی و شرافت ہے، انکی دعاؤں سے ترقی علم اور خوشنودی خدا و اچھائی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دکھانے کے لئے فیشن کرنا، عمدہ کپڑے پہننا شرافت انسانی و خوبی کی دلیل نہیں ہے اپنے میلے کپڑے کو دھونا اور صفائی سے رہنا اور پہننا ہی خوبی سمجھی جائیگی۔ دولت و علم یہ سب اللہ کی دی ہوئی چیز ہے، اس پر گھمنڈ اور غرور نہ کرنا چاہیئے انسانی شرافت تو یہ ہے کہ اپنے بڑوں ماں باپ اور اُستاد کی عزت کرنا۔

اللہ کی رحمت عام ہے۔ جو دھوپ ہم پر پڑتی ہے اور جو ہوا ہم پر چلتی ہے اور جو پانی ہم پیتے ہیں۔ ان سب نعمتوں میں ہم اور ہم سے بڑھ کر اور ہم سے کمتر شامل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے، امیر غریب سب کو شامل ہے۔ دھوپ چھاؤں، چاند و سورج کی روشنی سب پر یکساں پڑتی ہے تو خدا کی دی ہوئی طاقت، خدا کا دیا ہوا علم، خدا کی دی ہوئی راحت ہم اپنے ہی جیسے بھائیوں پر کیوں نہ صرف کریں جس طرح ان خداداد چیزوں سے نفع اُٹھاتے ہیں ہمارے بھائی بھی ان سے فائدہ اُٹھائیں، یہی معنی انسانیت کے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کریں، ان کی خدمت کر کے سعادت دارین حاصل کریں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرتا ہے۔

بس اپنی طاقت کے بساط و قانون شریعت کی پابندی اور پاسداری کرتے ہوئے جس قدر غریبوں کی ہم سے خدمت ہو سکے انجام دیتے رہیں۔

اگر ہمارے پاس دنیا کی دولت ہے تو اس کو صرف اپنے ہی خرچ میں نہ لائیں بلکہ اس سے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کریں، اسی طرح اگر ہم کو علم کی دولت ملی ہے تو اس سے جاہل لوگوں کو پڑھانا لکھانا ان کی خدمت کرنا ہمارا فرض اولین ہونا چاہیئے۔ مختصر خلاصہ یہ ہے کہ خود اچھے کام کرنا اور دوسروں کو نیک کام کرنے کی ہدایت کرنا اور علم کے فروغ میں کسی طرح کا بخل نہ کرنا چاہیئے۔ یہی ایک طرح کی انسانی شرافت ہے۔ علامہ اقبال کا ایک شعر ہے

نادان ادب فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اسباب ہنر کے لئے لازم ہے تگ و دو

لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ٥

حُسن معاشرت

(محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر والدہ ماجدہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)

مسلمان لڑکیوں کی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈالنے والی کتاب جس میں دینی ہدایات کے ساتھ میکے سے سسرال تک کے جملہ امور خانہ داری، سلیقہ شعاری، رہن سہن اور تعلقات کے استواری کے ڈھنگ بتائے گئے ہیں قیمت ۱؍

ملنے کا پتہ:- مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

حضور سہسوانی

حق گوئی

جس بشر میں ہو خوئے حق گوئی — قدر کرتا ہے اس کی ہر کوئی
بات افضل وہی ہے جو حق ہو — اس کے مصداق تم بھی سچ بولو
ہر جگہ فتح حق کی ہوتی ہے — بات جھوٹی تو پھر بھی جھوٹی ہے
راست گوئی بڑی عبادت ہے — حق تعالیٰ کو اس سے الفت ہے
راست گوئی کو جس نے اپنایا — مرتبہ اس کا ہو گیا بالا
حق کو جو بھی عزیز رکھتے ہیں — ان کو سب ہی عزیز رکھتے ہیں
یہ حقیقت ہے آدمی حق گو — پا ہی لیتا ہے حق تعالےٰ کو

یاد رکھو حضورؔ جیتے جی
سانچ پر آنچ آ نہیں سکتی

اَمۃ اللہ تسنیم

شادی یا خانہ بربادی

میرے نام ایک طویل خط آیا ہے جس میں صاحبِ خط نے اپنی بچیوں کی شادی کے سلسلہ میں بعض اہم دشواریوں اور عام رسوم و رواج کے متعلق چند سوالات کئے ہیں۔ خط کے چند اہم اشارات حسب ذیل ہیں:-

(۱) آج کل ہم متوسط طبقہ میں لڑکوں کی بڑی کمی ہو گئی ہے جو پیام بھی آجائے تو اللہ کی دین سمجھا جاتا ہے مگر اپنا معیار اور دیندار شوہر کی ہے۔

(۲) مراسم شادی کے سلسلہ میں کوئی تفصیل بتائیے جس سے پوری بات معلوم ہو جائے۔

(۳) ہمارے یہاں شادی سے ایک ہفتہ قبل لڑکی گھر کے ایک گوشہ میں مایوں بیٹھتی ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟

(۴) جہیز میں طول طومار نہ بھی کرو، پھر بھی تھوڑے سے ہی بڑا سامان کرنا پڑتا ہے، یہ گرانی! کیا کیا جائے۔

(۵) اچھے خاصے دیندار حضرات کے ہاں بھی شادیوں میں گو گانا بجانا نہیں ہوتا، باقی اور سب کچھ وہی ہوتا ہے جو عوام میں رائج ہے

خاص کر مستورات وہی کرتی ہیں جو اوپر سے ہوتا آیا ہے، اسی طرح شادی کے کھانوں میں غربا و مساکین پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

یہ دشواریاں صرف صاحب خط کی ذاتی دشواریاں نہیں ہیں بلکہ مسلم گھرانوں کی عام دشواریاں ہیں اور خصوصًا وہ گھرانے جو اللہ کے فضل و کرم سے دیندار ہیں ان دشواریوں میں زیادہ مبتلا ہیں اور زمانہ کی رفتار ان مسائل کو اور دشوار بناتی جارہی ہے۔

(۱) شوہر کے انتخاب کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ ساری زندگی کا سوال ہوتا ہے، یا تو بن دیکھے اپنی بیٹی کو ہونے والے شوہر کے سپرد کردیا جائے، چاہے اس کے اخلاق جیسے ہوں، وہ مومن ہو یا ملحد، خیالات پاکیزہ ہوں یا گندے، ایسی صورت میں ساری زندگی خراب ہوتی ہے، اگر لڑکی دیندار اور پابند صوم و صلوٰۃ ہے، پردہ کرتی ہے، وہ کسی ایسے لڑکے کے سپرد کردی گئی جو ان چیزوں سے دور اور آزاد ہے، تو ساری زندگی کوفت میں گزرے گی اور خاندانوں میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ میاں بیوی کے اختلاف عقائد و اعمال کی بناء پر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں یا تو طلاق کی نوبت آتی ہے، یا عورت گھٹ گھٹ کر مر جاتی ہے، وہ والدین بڑے ظالم ہوتے ہیں جو اپنی معصوم لڑکی کا مستقبل نہیں دیکھتے اور ہر طرح کے لڑکے کے سپرد کردیتے ہیں۔ صرف لڑکے کی دولت یا حسن صورت لڑکی کو تو خوش نہیں کرسکتی بلکہ یہ ظاہری حسن اکثر وبال بن جاتا ہے

اور تفریق کا باعث بنتا ہے، ایسی پیچیدگی کی صورت میں ایک مسلمان گھرانے کے لئے لازم ہے کہ وہ شریعت کی ہدایت کو پیش نظر رکھ کر شادی کرے۔

(۱) لڑکی مجبور نہیں ہوتی۔ اس کے بغیر پوچھے اور بغیر مرضی اس کو دوسرے کے سپرد کردینا۔ بڑے ظلم کی بات ہے۔ شریعت نے ضروری قرار دیا ہے کہ لڑکی کی مرضی معلوم کی جائے بالغ لڑکی کی مرضی ضروری ہے اس کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہے اور نشیب و فراز میں ساتھ دینا ہے اگر اس کے خلاف مرضی شادی کی جائے گی تو مستقبل میں لڑائی جھگڑے کھڑے ہوں گے، شریف اور باحیا خاندانوں میں چونکہ لڑکی صاف طریقہ سے مرضی کا اظہار نہیں کرپاتی، اسلئے شریعت نے مرضی کے مختلف طریقے رکھے ہیں اور بعض ذرائع سے اسکی مرضی معلوم کی جاسکتی ہے۔

(۲) شوہر کے انتخاب میں سرپرستوں کو دولت، صورت، حسب و نسب کا بھی خیال کرنا چاہیے لیکن یہ باتیں ثانوی درجہ رکھتی ہیں، ان کی شریعت میں کوئی خاص اہمیت نہیں ہے، شریعت کی نگاہ میں اخلاق اور دینداری کی اہمیت ہے اور اسی کو پہلا درجہ حاصل ہے اخلاق و دین ایک پلّے میں اور دولت، صورت، حسب و نسب دوسرے پلّے میں ہوں تو دین و اخلاق کا پلّہ بھاری ہوگا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں ہے "اگر کوئی شخص تمہارے یہاں پیغام دے جس کی دینداری اور اخلاق پر تم کو اطمینان ہے تو اس کے ساتھ کردو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو زمین پر

بڑی خرابی پیدا ہوگی اور بڑا فتنہ پھیلے گا۔ (ترمذی)

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

"کسی عورت سے نکاح چار وجوہ پر کیا جاتا ہے (۱) اسکی دولت کی وجہ سے (۲) اس کے حسب نسب کی وجہ سے (۳) اس کے حسن و جمال کی خاطر (۴) اس کے اخلاق و دین کی وجہ سے، پس اس کے اخلاق و دین کا خیال رکھو"

اس لئے اگر دیندار شوہر کی تلاش میں تاخیر بھی ہو جائے تو چنداں حرج نہیں لیکن خواہ مخواہ کی تاخیر جیسے کہ اکثر خاندانوں میں ہوتی ہے نہایت معیوب اور نقصان دہ ہے، بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو ساری عمر بٹھائے رکھتے ہیں کہ ان کی پسند کے شوہر نہیں ملتے اور ان کی پسند کا معیار اخلاق و دین نہیں ہوتا بلکہ دولت و ثروت، حسب و نسب ہوتا ہے۔ آخر کار پچھتانا پڑتا ہے۔

(۴) شادی کے دوسرے مراسم خواہ مانجھے بیٹھنا ہو یا بے تحاشہ خرچ کرنا ہو۔ گانا بجانا ہو، مسلمانوں میں غلط طور پر رائج ہو گئے ہیں۔ ان مراسم کے سلسلہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنے مواعظ اور خطبات میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ خصوصاً ان کی کتاب اصلاح الرسوم اس سلسلہ میں کافی مفید ہے۔ اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

آدمی کو خود چادر دیکھ کر پیر پھیلانا چاہیئے، اگر کسی میں اتنی طاقت نہیں

کہ وہ زیادہ خرچ کرے تو لوگوں کی خوشنودی کا خیال بالکل نہ کرنا چاہیئے۔ لوگ کبھی خوش نہیں ہوتے، آپ ان کو ہزاروں خرچ کرکے کھلائیے وہ خوش ہو جائیں گے یا زیادہ سے زیادہ تعریف کر دیں گے۔ آپ جہیز میں لاکھوں خرچ کر دیجئے، اس کی نمائش کیجئے کوئی فائدہ نہیں بلکہ اسی نام و نمود کی بنا پر سیکڑوں خاندان تباہ ہوتے دیکھے گئے اور تباہی کے وقت سب موجود تھے، کھانے والے بھی، عش عش کرنے والے بھی، نمائش کے وقت تعریف کے پُل باندھنے والے بھی مگر جب شوہر و بیوی پر قرض کے تقاضے آئے۔ فاقوں کی نوبت آئی تو ہر ایک کتراتا نظر آتا ہے، ایسے بے وفا اور طوطا چشم لوگوں کی خوشنودی نہایت احمقانہ حرکت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سامنے رکھئے، دیکھیئے کہ دونوں جہاں کے سرکارؐ نے اپنی صاحبزادیوں کی شادی میں کیا کیا۔ کیا دیا کیا لیا۔ کیا خرچ کیا اور کن کی دعوت کی، وہ اصل شریعت ہے یا جو ہم نے گڑھ لی ہے۔ درحقیقت ہماری عافیت ہماری سلامتی اسی میں ہے جو شریعت نے بتلایا ہے باقی سب نقالی اور غیر دانشمندانہ حرکتیں ہیں۔

حضرت فاطمہؓ آپ کی محبوب صاحبزادی تھیں اور دل و جان سے زیادہ عزیز۔ آپ ان کی شادی کے حالات پڑھئے اور دیکھئے کہ نہ مانجھا تھا نہ جہیز کا طومار، نہ مہر کی زیادتی نہ دھوم دھام کی دعوت نہ دوسرے مراسم جن میں ہم آپ گرفتار ہیں اور اپنی جان سے عاجز۔

حضرت علیؓ کا انتخاب کیا کہ آپ ہی ہر طرح حضرت فاطمہؓ کے لائق تھے۔

عمر کے لحاظ سے بھی اور رشتے و قرابت کے لحاظ سے بھی، دینداری اور تقویٰ کے لحاظ سے بھی حضرت علیؓ کے پیام کو قبول کیا، پوچھا تمہارے پاس دینے کے لئے کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا ایک زِرہ، آپ نے فرمایا وہ مہر میں دیدو، زِرہ بیچی گئی، تقریباً پانچسو درہم کی بِکی، آپ نے خوشبو منگائی اور جہیز کی تیاری کی۔ ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ، ایک بچھونا دو چکیاں، دو مشکیزے دیئے۔ نکاح کے وقت چند حضرات تھے، آپ نے نکاح پڑھایا، کھجور تقسیم کئے۔ ولیمہ میں اختصار کیا۔ جو کی روٹی، کھجوریں، حریرہ، پنیر، مینڈھے کا گوشت تھا۔ اور پھر میاں بیوی میں گھر کے کاموں کی تقسیم کردی۔ گھر کا کام حضرت فاطمہؓ کے سپرد کردیا اور باہر کا کام حضرت علی کے سپرد کیا۔ یہ شادی ساری اُمت کے لئے ایک نمونہ تھی، نمونہ کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہُوبہُو وہی کیا جائے چاہے حالات جیسے ہوں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو سامنے رکھ کر اپنے حالات کے لحاظ سے کام کیا جائے۔ حسب استطاعت جہیز دیا جائے، ولیمہ کیا جائے، مہر دیا جائے لوگوں کو بُلایا جائے لیکن جو طریقہ اس وقت مسلم گھرانوں میں رکھا گیا ہے وہ نہایت غلط اور لغو ہے، گانا بجانا حرام ہی ہے لیکن مہر لاکھوں کا باندھنا جبکہ شوہر دے نہیں سکتا ایک مضحکہ خیز بات ہے اور کھیل سے کم نہیں۔ میاں صاحب اسّی کے نوکر ہیں، گھر کا خرچ چل نہیں پاتا مگر مہر بندھ رہا ہے دس ہزار کا۔ یہ کیا ہے۔ گھر میں فاقے ہو رہے ہیں مگر ولیمہ میں ایک ہزار آدمی مدعو ہیں اور چھ قسم کے کھانے ہیں، جہیز کے ساتھ دولھا میاں

بازاروں میں سلام کرتے اور گانوں کے شور میں گُم چلے جارہے ہیں۔ ولیمہ میں وہ لوگ مدعو ہیں جو خود کھاتے پیتے ہیں، غربا، و مساکین کا پتہ نہیں، حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ وہ ولیمہ بدترین ولیمہ ہے جس میں اُمراء مدعو ہوں غربا نہ شریک ہوں۔

ہمارے بعض بزرگوں نے جہیز میں گھر کی ضروریات کے ساتھ نقد رقم دینا پسند کیا تاکہ وہ میاں بیوی کے کام آسکے۔ اب اگر کوئی جہیز میں سَو دو سو جوڑے دے دے تو کس کام کے سوائے اس کے کہ محفلوں میں دکھائی پھریں۔ یہ سب باتیں سمجھ پر منحصر ہیں، مختصر یہ کہ عافیت اسی میں ہے کہ آدمی اپنی طاقت بھر کام کرے قرض سے بچے، اللہ و رسول کی ہدایات پر عمل کرے، تقویٰ کا لحاظ رکھے، لوگوں کی نظروں کو بالکل نہ دیکھے۔ میانہ روی اختیار کرے تو بیڑا پار ہے ورنہ تباہی اور ہلاکت کا سامنا ہوگا۔

زادِ سفر

مترجمہ :- امۃ اللہ تسنیم
مقدمہ :- علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ جن میں بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد کی وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال اخلاق اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے، جو تقویٰ اور ایمان پیدا کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ پھر احادیث ہیں۔ مکمل ہر دو جلد۔ مجلد سات روپے آٹھ آنہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

مستقیم کوہاٹ

مومن کی شان

جو مومن ہوں خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوں گے
مصائب لاکھ جھیلیں گے مگر بد دل نہیں ہوں گے

جو محبوبِ حقیقی سے لگا بیٹھے ہوں دل اپنا
دو روزہ عیش دنیا کی طرف مائل نہیں ہوں گے

ولی اللہ جن کو صرف اللہ سے تعلق ہو
وہ ہوں گے عالم و عامل کبھی جاہل نہیں ہوں گے

خدا کا فضل جن بندوں کے شامل حال ہو جائے
رسومِ شرک و بدعت میں کبھی شامل نہیں ہوں گے

نہ ہوں پابندِ قرآں جو کریں اعراض سُنّت سے
منافق ہوں گے وہ ایمان میں کامل نہیں ہوں گے

تصوّف کا لبادہ اوڑھ کر اے مانگنے والو
توکّل ہو خدا پر جن کو وہ سائل نہیں ہوں گے

سیدہ حمیرہ خاتون

محبّت الٰہی

اس دنیا میں جس میں ہم اور آپ کے علاوہ بہت سی قومیں، بہت سے عناصر اور بہت سی نسلیں پرورش پا رہی ہیں اور زندگی گزار رہی ہیں۔ مسلمان وہ واحد اُمت ہے .. .. کہ اگر وہ اس بات کا دعوی کرے کہ وہ سب سے بلند، سب سے برتر اور سب پر فوقیت کی مالک اُمت ہے تو بجا ہوگا۔

لیکن یہ فوقیت ہم کو اُسی وقت حاصل ہوگی جب کہ ہم حسب ذیل ۲ دو امور کا لحاظ رکھیں۔

(۱) پہلی چیز تو یہ ہے کہ مسلمان اپنے دل میں اس بات کا یقین کامل پیدا کر لے کہ اس دنیا کا چلانے والا اس زندگی کا بخشنے والا اور اس زندگی کے ساتھ اس کے لوازمات فراہم کرنے والا اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ ہے، جس نے تمام عالم کو روزی دینے کا ذمہ خود لے لیا ہے اور وہ جیسا کہ اسکی صفت خود قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ "وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"، پر ایمان لائیں۔

(۲) دوسری چیز وہ ہے جو اس ایمان کا لازمی نتیجہ ہے یعنی باری تعالیٰ سے خالص اور سچی محبت کو دل میں جگہ دیں تاکہ اس محبت کے نتائج

ثمرات انسان کی عملی زندگی میں رونما ہوں۔ محبت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فطری محبت:۔ یہ وہ محبت ہے جو والدین اور اولاد کے درمیان ہوتی ہے۔

(۲) عقلی محبت، اور یہی محبت ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان پائی جاتی ہے۔ بندہ اپنے پروردگار سے محبت کرتا ہے اسکی اسکی عقیدت کا دم بھرتا ہے، اس کے اوامر کے ماتحت زندگی کو چلاتا ہے اور اس کے نواہی سے ہٹ کر زندگی گزارنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ یہ محبت ادنیٰ سے ادنیٰ انسان میں کسی درجہ میں پائی جاتی ہے۔ اب ہمارے اوپر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہ کہ ہم محبت الٰہی کے اس ذرہ کو جو ہمارے قلوب اور روحوں میں پیوست ہے، اُجاگر کریں اور خدا کی زیادہ سے زیادہ محبت پیدا کریں۔ اور صحیح و سچے جذبات کے ساتھ اس محبت کو بڑھنے کا موقع دیں، پھر اس کے بعد ان تمام کوششوں کا نتیجہ ہمارے سامنے نہایت دلفریب اور دلکش صورت میں نمودار ہوگا۔ جو ہماری اخلاقی بُرائیوں اور تمام گندگیوں کو ختم کردینے کا سبب بنے گا اور ہماری غلط سوسائٹی، غلط ماحول، غلط طرز فکر اور طرز زندگی کو کسی حد تک تبدیل کردے گا اور راہ حق پر گامزن ہونے میں ہمارا معین اور مددگار ثابت ہوگا۔

محبت الٰہی پیدا کرنے کے لئے خواہشات نفسانی کو دبانا نہایت ضروری ہے۔ انسانی جذبات کا غلط رُخ، خدا کے حکموں سے

اعراض، ان سب کے وجود کا سبب محبت الٰہی کا فقدان ہے اور جب اس محبت کو پیدا کر لیا جائے تو یقیناً ہمارے اندر وہ خوبیاں وہ صلاحیتیں جن کو اللہ تعالےٰ نے پیدا تو فرما دیا ہے مگر زندگی میں اس کا ظہور نہیں ہوتا، ظہور پذیر ہو جائیں گی اور ہم یقیناً اس زندگی کو کماحقہ راہ حق پر لا سکیں گے۔ جو ہمارے لئے دنیا اور عقبیٰ دونوں ہی میں سازگار ہوگی۔

آج لوگ دنیا میں کسی افسر، کسی پروفیسر، یا کسی بڑے منصب پر فائز شخص کی خوشنودی کے لئے ہر قسم کی کوشش کرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنے سب سے بڑے اور مالک حقیقی کی خوشنودی اور اس کو راضی کرنے کے لئے ذرا سی بھی قربانی دیں اور اسکی رحمتوں کے مستحق بنیں جن کا نزول اس کے نیک بندوں پر ہوتا ہے۔ ایمان اور محبت الٰہی ہماری زندگیوں کو بنانے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

بچوں کی قصص الانبیاء

از:۔ امۃ اللہ تسنیم

بچوں کی زبان میں انبیاء کرام کے سچے قصے جو زیادہ تر قرآن سے لئے گئے ہیں

ہر نبی کے حالات پر الگ کتاب:۔ حضرت آدمؑ ۴ر، حضرت عیسیٰؑ ۴ر، حضرت سلیمانؑ ۲ر، حضرت داؤدؑ ۲ر، حضرت لوطؑ ۲ر، حضرت شعیبؑ ۲ر

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی

تازہ تصنیف

"ہندوستانی مسلمان"

یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز اور موجودہ ہندستان کے لئے ایک علمی چیلنج ہے، یہ مسلمانوں کے لئے صحیفۂ عزیمت اور ہماری تاریخ کا ایک ایسا آئینہ ہے جسمیں ہم اپنے روشن مستقبل کی تاریخ دیکھ سکتے ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے ہندستان کو کیا عطا کیا انھوں نے کس طرح تمدن وتہذیب، اخلاق وانسانیت اور حریت ومساوات سے روشناس کیا، اسکے ذہن و دماغ کو وسعتیں بخشیں، اپنے علمی کارناموں اور ذہنی صلاحیتوں سے ہندستان کا نام دنیا میں روشن کیا، اسکی جنگ آزادی کی قیادت کی جس کے آثار ونشانات آج بھی ہندستانی زندگی کے ہر شعبہ اور ملک کے ہر گوشہ پر ثبت ہیں۔

اعلیٰ طباعت، دیدہ زیب سہ رنگا سرورق

قیمت مجلد مع گردپوش ـــــ 3/50

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۰ گوئن روڈ لکھنؤ

نثار فاطمہ

مریم اشبیلی

اسپین، جس کا عربی اور اسلامی نام اندلس ہے، دوسری صدی میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ جب عرب دنیا سے بنی اُمیہ کا آفتاب غروب ہوا تو اسپین میں مسلمانوں کی حکومت کی داغ بیل پڑی اور تقریباً آٹھ سَو برس بڑے شاندار طریقے سے حکومت کی اور علوم وفنون میں وہ ترقی کی کہ ساری دنیا پر ان کی برتری کا سکہ بیٹھ گیا، یورپ کے بڑے بڑے عقلمند دانا ان کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوئے۔ مَردوں کے ساتھ ساتھ مسلمان خواتین نے بھی علوم وفنون میں قدم آگے بڑھایا اور علوم وفنون کے عظیم الشان مراکز کھولے، انھیں خواتین میں ایک محترم اور قابل فخر خاتون مریم اشبیلی بھی تھیں، اشبیلیہ اندلس کا ایک ترقی یافتہ اور علم کا مرکزی شہر ہے۔ مریم اشبیلی تقریباً ہر علم وفن میں دستگاہ رکھتی تھیں۔ ذہانت اور حافظہ بَلا کا پایا تھا، علم کا شوق بہت تھا، ان کی خواہش رہتی تھی کہ خواتین میں علم کا چرچا ہو اور ان کی علمی سطح بلند ہو، وہ بھی ملک وقوم اور اسلام کی خدمت کریں، اس لئے انھوں نے اشبیلیہ میں ایک بڑا مدرسہ قائم کیا اور خود تعلیم دینے لگیں۔ شروع شروع میں وہ مدرسہ ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا لیکن محنت اور مسلسل کوشش سے وہ چھوٹا مدرسہ ایک عظیم الشان مدرسہ ہوگیا۔ اس مدرسہ میں بڑے

گھرانوں کی لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے آتی تھیں خصوصاً شہزادیاں اور اُمراء سلطنت کی صاحبزادیاں علم سے سیراب ہوتی تھیں۔

مریم اشبیلی کا سب احترام کرتے تھے، ان کی دینداری علم پر دری کا اثر تھا۔ فقہ، حدیث، ادب، تاریخ اور جغرافیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اور بڑی آسانی سے اس کی تعلیم خود دیتی تھیں۔ اس مدرسہ سے فارغ التحصیل خواتین سے بڑے بڑے امرا شادی کرنے کی خواہش کرتے تھے اور ان کا احترام ہر چھوٹے بڑے کے دل میں تھا۔

مریم اشبیلی کی عزت وعظمت اتنی زیادہ تھی کہ بادشاہ بھی ان کی زیارت کو اپنے لئے سعادت سمجھتا تھا، اور ان کی خدمت میں ہدایا پیش کرتا تھا۔

مریم اشبیلی نے ساری زندگی علم کی خدمت میں گزار دی اور باوجود اپنی ضعیفی اور پیرانہ سالی کے علم کے فروغ میں لگی تھیں۔ اپنی انتھک کوشش سے ہزاروں خواتین کو علم کی دولت سے سرفراز کیا اور جہالت کو بڑی حد تک ختم کردیا اور اپنی زندگی میں سیکڑوں ایسی خواتین پیدا کردیں جنھوں نے ان کے بعد علم کی بڑی خدمت کی اور انکی صحیح جانشینی کی اللہ تعالیٰ مسلمان خواتین میں علم کی قندیل روشن کرے اور اس قندیل سے ہزاروں ان پڑھ خواتین کے دلوں کو منور فرمائے۔ علم بڑی دولت ہے اور جہالت بڑی مصیبت ہے۔ وہ خواتین قابل قدر ہیں جو اس خدمت کو اپنائیں۔

سید محمود الحسن ندوی

صنفِ نازک اور عرب جمہوریہ

[۱۰ر جولائی ۱۹۶۱ء کے معاصر قومی آواز میں اس عنوان پر مولوی محمود الحسن صاحب ندوی کا ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا تھا جو معلوماتی تھا، اس کا خلاصہ افادۂ عام کی خاطر پیش کیا جاتا ہے۔] ——— مدیر

متحدہ عرب جمہوریہ کے مختلف سرکاری دفتروں میں کام کرنیوالی پچاس ہزار سے زیادہ خواتین آج کل حکومت کے لئے ایک زبردست مسئلہ بن گئی ہیں، کیونکہ مختلف وزارتوں نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں خاتون ملازمین کی کارکردگی میں عرصہ سے نمایاں کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ خاص طور سے شادی شدہ خواتین کی کارکردگی میں تو ناقابل برداشت حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔

فنی ماہروں اور حکومت کے ذمہ دار حلقوں سے گزر کر اب یہ مسئلہ مذہبی حلقوں میں بھی موضوع گفتگو بنا ہوا ہے۔ چنانچہ گزشتہ جمعہ کو مصر کی مشہور مسجدوں کے اماموں اور خطیبوں نے جمعہ کے خطبوں میں اس مسئلہ کا تذکرہ کیا اور خیال ظاہر کیا کہ اس خرابی کی بنیاد یہ ہے کہ ہم نے مردوں اور عورتوں کے درمیان "تقسیم کار" کے اصول کو ترک کردیا ہے جس کی وجہ سے عورتوں نے ان ذمہ داریوں کو سنبھالنا چاہا جو مردوں کے لئے خاص تھیں۔

عربی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی وژن نے بھی اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے اور سنجیدگی کے ساتھ اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ قاہرہ کی بعض ممتاز خواتین نے جن میں سماجی کارکن اور ذمہ دار سرکاری افسر بھی شامل ہیں غیر مبہم الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے فوری حل کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

اس سلسلہ میں سوریہ کی ایک خاتون مس سعاد عبداللہ کی رپورٹ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے، یہ رپورٹ اُنھوں نے متحدہ عرب جمہوریہ کی کارکن خواتین کے حالات کا ایک سال تک جائزہ لینے کے بعد تیار کی ہے۔ مس سعاد نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان قوت عمل اور جسم کی ساخت کے اعتبار سے بین فرق ثابت کیا ہے وہ لکھتی ہیں کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں کام کرنے کی صلاحیت اور طاقت مرد کی اوسط طاقت کے زیادہ سے زیادہ ۵۵ سے لے کر ۵۶ فی صدی تک ہوتی ہے اور مرد چلنے، دوڑنے اور چستی و نشاط میں عورت سے کئی درجہ بڑھا ہوتا ہے کہ مرد کی قوت عمل اور قوت برداشت عورت سے کہیں زیادہ ہے خاص کر جب شادی شدہ ہو۔

مصری وزارت تعلیم کے تربیتی تحقیقات کے شعبے کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ابراہیم حافظ نے اس مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایک اخبار نویس سے کہا ہوکہ ہماری تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی شدہ عورتیں دفتروں سے اس قدر غیر حاضر رہتی ہیں کہ بسا اوقات متعلقہ دفتروں کا سارا کام مفلوج ہو کر

رہ جاتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ صنف نازک کا دوش ناتواں امور خانہ داری، بچوں کی تربیت اور دفتروں کی ملازمت جیسی اہم ذمہ داریوں کا بوجھ بیک وقت نہیں اُٹھا سکتا ہے۔

اس بحث کے سلسلے میں جامع ازہر کے شیخ محمود شلتوت کا ایک اخباری بیان جو انھوں نے حال ہی میں دیا تھا کافی اُچھالا جا رہا ہے۔ اس بیان میں اُنھوں نے کہا تھا کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کی تکوینی اختلاف، امور خانہ داری، اور بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں عورتوں کی ذمہ داریوں کے پیش نظر جب صنف نازک سے بعض دینی فرائض، مثلاً جمعہ کی نماز، اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ ساقط کر دئے ہیں تو ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم اسے دفتروں اور کارخانوں میں کام کرنے پر مجبور کریں، کیونکہ اس طرح ہم نئی نسل کی تربیت اور امور خانہ داری کی ذمہ داریوں میں جو عورت کے بنیادی فرائض میں شامل ہے رکاوٹ ڈالنے کے مرتکب ہوں گے

ایک خاتون ادیب ڈاکٹر طلعت الرفاعی نے خواتین کی کارکردگی کی کمی کا تذکرہ کرتے ہوئے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین کے بارے میں الگ الگ اسباب بتائے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ شادی شدہ عورتوں کے کام میں کمی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ بیک وقت دو متضاد قسم کے جذبات رکھتی ہے، یعنی ایک طرف تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ شوہر کے لئے ایک اچھی بیوی، اپنے بچوں کے لئے ایک اچھی ماں اور

اپنے گھر کی ایک اچھی مالکہ بنے، دوسری طرف وہ سماج میں مرد کے پہلو بہ پہلو اپنی فطری صلاحیتوں کے شایان شان مقام حاصل کرنا چاہتی ہے چونکہ ان دونوں متضاد خواہشوں کا بیک وقت پورا کرنا مشکل ہے اس لئے لازمی طور پر ایسی خواتین ایک طرف سے نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار رہتی ہیں، جس کا اثر ان کے کاموں پر بھی پڑتا ہے۔

غیر شادی شدہ خواتین کے کام میں جو خلا محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس کا سبب ڈاکٹر طلعت کے خیال میں یہ ہے کہ لڑکیاں شادی سے قبل اپنے مستقبل کے بارہ میں خوف زدہ رہتی ہیں اور آئندہ زندگی کے متعلق ان کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں، اس لئے ان کی توجہ اپنے فرائض منصبی کی طرف سے ہٹ جاتی ہیں۔

بہر حال ابھی متحدہ عرب جمہوریہ کی حکومت اس مسئلہ کا کوئی مناسب حل نہیں تلاش کر سکی ہے، دوسری طرف شدید گرمی کا یہ موسم مسئلہ کی اہمیت میں روز بروز اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ دفتروں میں ملازم خواتین کو اس موسم میں دو رُخی جنگ لڑنا پڑ رہی ہے، ایک طرف تو انھیں اپنے دفتر کے تُند مزاج افسروں سے نپٹنا پڑ رہا ہے جو دفتر میں ہونے والی ہر خرابی کا ذمہ دار خواتین کو قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف بے رحم شوہروں سے، جن کے مزاجوں میں گرمی ان کے لئے موسم کی گرمی سے کہیں زیادہ پریشان کُن ہے۔

ریحان سارنگپوری

ایمان کی دولت

توحید کی دنیا میں ہم کو، کونین کی عزت ملتی ہے
اسلام کے دامن میں اے دل ایمان کی دولت ملتی ہے

پیغمبرِ اعظمؐ کے پیرو، مذہب کی مقدس منزل میں
اخلاق کا جوہر ملتا ہے انصاف کی دولت ملتی ہے

بازار شریعت کا ہم نے دستور یہ دیکھا ہے ریحاں
انسان کی کوئی قیمت ہی نہیں اعمال کی قیمت ملتی ہے

ہو فکرِ اطاعت ہر لمحہ ہر وقت عبادت کی دُھن ہو
یہ نعمتِ عظمیٰ انساں کو ایماں کی بدولت ملتی ہے

خاصانِ خدا ہر منزل میں ہیں صبر و رضا کی بالیقیں
یہ وہ ہیں کہ جن سے خوش ہو کر اللہ کی رحمت ملتی ہے

محرومِ عمل بیگانۂ دیں ناواقفِ رازِ ایماں "سُن"
ایماں کی طلب ہو جس دل میں اُس دل کو ہدایت ملتی ہے

اسلام پہ زندہ رہنا ہے، ایمان پہ مرنا ہے ہم کو
یہ راہ وہی ہے اے ریحاں جس راہ میں جنت ملتی ہے